© rasailojaraid.com

توراۃ کے دس احکام
اور
قرآن کے دس احکام

از

(حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن)

(سلسلہ کے لئے دیکھئے برہان بابت ماہ نومبر)

بہرحال اشتراک ہو یا اشراق چونکہ دونوں ہی میں بجائے خالق کے مخلوقات ہی کی قوتوں سے استفادہ تک کوششیں محدود ہوتی ہیں، فرق دونوں میں صرف اندر اور باہر کا ہے، اپنے اندر کی صلاحیتوں کو ابھار کر کام لینے کا نام اشراق یا اسپریچولزم (روحانیت) ہے اور بجائے اندر کے ان مخلوقات سے جب منفعت یا دفع مضرت کے لئے دماغی اور عبادتی رشتہ قائم کر لینا جو آدمی کے اردگرد، سورج چاند، شجر و حجر، آگ پانی ہوا مٹی وغیرہ کی شکلوں میں پھیلے ہوئے ہیں یا واقع میں موجود نہ ہوں، لیکن آدمی کا واہمہ امکان کو محسوس کر کے فرض کر لیتا ہے کہ وہ موجود ہیں، کوئی نام ان ہی اوہامی مخلوقات کا رکھ لیا جاتا ہے اور ان ہی کو پوجنے لگتے ہیں، فکر و نظر کے اسی طریقہ، اور عمل کے اسی طرز کی تعبیر اشتراک یا مشرکانہ ذہنیت سے کی جاتی ہے۔

ظاہر ہے کہ خدا یا خالق کائنات سے انحراف و بے گانگی اشتراک و اشراق دونوں ہی کی قدر مشترک خصوصیت ہے، اسی لئے صحیح معنوں میں جہاں تک میرا خیال ہے مذہب یا دین کا اطلاق نہ اشتراک پر درست ہے، اور نہ اشراق پر مذہب اور دین کی عمومیت یا وسعت طاقتوں کا حال اگر یہی ہے تو ورزش کرنے والوں سے جو اپنے جسمانی امکانات کو بروئے کار لانے کی مشق کرتے ہیں، کشتی گیروں، یا جمناسٹک کے تماشے دکھانے والوں کے کاروبار کو بھی مذہب یا دین ہی کی ایک شاخ یا قسم کیوں نہ ٹھہرا لی جائے۔ جیسے الروح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آدمی کے اندر کی ایک مخلوق ہے۔ بدن اور جسم بھی انسانی وجود ہی کا تو ایک حصہ ہے اسی طرح آفتاب و ماہتاب جیسے بیرونی مخلوقات سے مشرک قومیں فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہیں، یہی حال اس بیچارے کا بھی تو ہے، جو مثلاً مقناطیس، یا برق وغیرہ جیسی چیزوں سے استفادہ کی کوششوں میں سرگرم نظر آتے ہیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مقناطیس و برق پر کام کرنے والوں کی جد و جہد کو صرف سائنس اور حکمت کہہ کر ختم کر دیا جائے اور بجائے مقناطیس و برق کے سورج اور چاند کو اپنی توجہ کا مرکز جن لوگوں نے بنا رکھا ہے ان کو مذہبی تقدس اور دینی احترام کا مستحق ٹھہرایا جائے۔ سچ تو یہ ہے کہ اشراک یا مخلوق پرستی دورِ جاہلیت کی ایک حکمت اور سائنس ہی تھی لیکن بھدّی قسم کی جاہلانہ سائنس باور کر لیا گیا تھا کہ ان مخلوقات اور مظاہر کائنات کو قابو میں لانے کے لئے صرف عقلی تدبیریں ہی کافی نہیں ہیں، بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پوج بھی دیا جائے۔

کچھ بھی ہو، واقع میں نظریۂ اشراک اور طریقۂ اشراق دین اور مذہب کے دائرے کی چیزیں ہوں، یا نہ ہوں، لیکن اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تاریخ کے نامعلوم زمانے سے شمار کرنے والے دونوں ہی کو دین ہی کے ذیل میں شمار کرتے چلے آتے ہیں، اور غالباً یہی وجہ ہے کہ صحیح دین کی روح کو "احکام عشرہ" کے قالب میں سپرد کرتے ہوئے ان دونوں مغالطوں پر کافی تنقید کی گئی ہے

لیکن حیرت اس پر ہوتی ہے کہ مذہب کے استعمال کے جس طریقہ کو عصر حاضر کی نئی ایجاد اور عہد جدید کا خصیصہ سمجھا جاتا ہے اور جہاں تک میں جانتا ہوں دین کے استعمال کی اس انوکھی شکل کا چرچا شاید موجودہ زمانہ سے پہلے نہ کبھی سنا ہی گیا تھا اور نہ کیا ہی گیا تھا، یعنی کچھ دنوں سے جو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ حقیقی مطالبہ مذہب کا یہ ہے کہ اس کے ماننے والے قدرت کے ان قوانین کا پتہ چلائیں جن کے جاننے سے موجودہ زندگی کی سہولتوں کی فراہمی میں مدد ملتی ہے، اسی لئے بجائے ایک قرآن کے دو قرآن کا نظریہ پیش کرنے والوں کی طرف پیش کیا جا رہا ہے، لکھنے والے کتابیں لکھ لکھ کر پھیلا رہے ہیں، اور اسی کا وعظ کہتے پھرتے ہیں کہ قرآن کو ان لوگوں نے مانا ہی نہیں جنہوں نے ریل ہی ایجاد کی، اور نہ تار اور ٹیلیفون کے بنانے کے طریقے دریافت کئے، گراموفون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کارازہی ان کی سمجھ میں آیا، اور نہ سینما کی بولتی تصویروں کو پردہ پر پیش کرنے کا سلیقہ ان میں پیدا ہوا، بجائے دو کے ایک ہی قرآن کے پڑھنے والوں کو اس لئے کافر ٹھیرایا جارہا ہے کہ کاغذوں پر لکھے ہوئے قرآن کے ساتھ انہوں نے قدرت کے اس صحیفہ کا مطالعہ جاری نہ رکھا، جو اسرار و نوامیس کے خزانوں سے معمور اور لب ریز ہے بجائے خود اس مطالعہ کی نوعیت کیا ہے، ابھی اس سے بحث نہیں لیکن یہ کیسی عجیب بات ہے کہ اشتراک و اشراق کی تنقید ول کے ساتھ ساتھ ان ہی احکام عشرہ والی صورت میں ایک تمہیدی فقرے۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ	اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر نمونے کی بات
كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا	دہرائی ہے مگر لوگوں نے انکار کیا ایسا انکار جو ناشکری
	کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

اسی کے بعد ایک دلچسپ مثال یا نمونے کا ذکر بایں الفاظ کیا گیا ہے۔

وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ	اور انھوں نے کہا کہ ہم نہ مانیں گے تجھے جب تک کہ
الْأَرْضِ يَنبُوعًا	زمین سے پھوڑ کر تو چشمہ جاری نہ کرے۔

قَالُوا کے لفظ سے جن لوگوں کی طرف یہ قول منسوب کیا گیا ہے ان کے نام کی تصریح تو نہیں کی گئی ہے، یہ خیال کہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کی تعبیر کبھی کبھی قرآن میں ماضی کے صیغہ سے نبی پائی جاتی ہے اور اسی بنیاد پر یہ دعویٰ کہ بنی آدم میں آئندہ اس قول کے قائل چونکہ پیدا ہونے والے تھے۔ اس لئے مستقبل میں جو واقعہ پیش آیا قرآن نے ماضی کی شکل میں اس کی اطلاع دے دی ہے، اور مطلب یہ ہے کہ کہنے والوں میں اس قسم کی باتوں کے کہنے والے بھی پیدا ہوتے رہیں گے جہاں تک میرا خیال ہے ایک بعید توجیہ سے زیادہ یہ اور کچھ نہیں ہے اور بظاہر سمجھ میں یہی آتا ہے کہ خواہ بات جتنی بھی زیادہ عجیب ہو لیکن پیغمبر پر اس مطالبہ کو قرآن سے یہی معلوم ہوتا ہے، کہ عرب کے ان ہی جاہلوں نے پیش کیا تھا، جن میں پہلی دفعہ قرآن نازل ہو رہا تھا، بہرحال مطالبہ جن کا بھی ہو لیکن حاصل اس مطالبہ کا خود غور کیجئے اس کے سوا اور کیا ہے کہ مذہب اور دین کی دعوت دینے والے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رسول (علیہ الصلوٰت والتسلیم) سے یہ چاہا گیا تھا کہ بورنگ (چاہ کندیدگی) کی عبارت دکھا کر آب براری کر کے ان کے خشک علاقے کی سیرابی کے لئے سہولت فراہم کریں۔ چونکہ اس میں گونہ خودغرضی کا پہلو بھی پایا جاتا تھا، شاید اسی لئے خودغرضی کے اس لوث سے اپنے نقطۂ نظر کو پاک کر کے انھوں نے اسی مطالبہ کو جیسا کہ آگے اطلاع دی گئی ہے، ان الفاظ میں بھی پیش کیا تھا کہ

اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ — یا خود تمہارے ہی لئے ہو جائے کھجوروں، اور انگور کا

فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا — باغ جس کے درمیان پھوڑ کر تم نہریں جاری کرو،

گویا "آب براری" کے تجربے کے ساتھ ساتھ انھوں نے اپنے اس مطالبہ میں باغبانی اور کشت کاری کی مہارتوں کے مشاہدہ کا مزید مطالبہ بھی پیش کر دیا تھا، اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین اور سفلیات کے ساتھ آسمانوں اور علویات کو بھی قابو میں لا کر دکھانے کی توقع مذہب کے نمائندے پیغمبر سے انھوں نے کی تھی، آگے قرآن ہی میں ان ہی کی زبان سے یہ الفاظ جو نقل کئے گئے ہیں کہ اسی کے ساتھ انھوں نے یہ بھی کہا کہ

اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا — یا گرا آسمان کو جیسا کہ تو خیال کرتا ہے ہم پر ٹکڑے کر کے،

ان سے جہاں یہ سمجھ میں آتا ہے کہ پیغمبر کی طرف سے آسمانی عذاب کی دھمکیاں بھی دی جاتی تھیں، ان ہی دھمکیوں کا حوالہ دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ تمہاری دھمکی بھی پوری ہوگی کہ ہم برباد ہو جائیں گے لیکن اس کے ساتھ مذہب کے استعمال کا وہ طریقہ تو ہمارے سامنے آجائیگا کہ زمین ہی نہیں بلکہ آسمانی موجودات، اور فضا کی کائنات کو بھی قابو میں لا کر ان سے کام لینے کا طریقہ سکھانا چاہیئے کہ یہی مذہب اور دین کا اصل مقصود ہو۔

ایک مطالبہ ان کی طرف سے اللہ کے رسول علیہ السلام کے آگے یہ رکھا گیا تھا جس کے متعلق تعجب ہوتا ہے کہ عرب کے جاہلوں کے دماغ میں بھی مذہب کے استعمال کا یہ اچھوتا اور انوکھا طریقہ کیسے آگیا جسے پانے والے سمجھ رہے ہیں کہ علم کی نئی روشنی پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ تمہیدی فقرے میں مِنْ كُلِّ مَثَلٍ (ہر نمونے کی باتوں) کا ذکر جو کیا گیا تھا، ہم پاتے ہیں کہ ہمارے عہد جدید

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہی کی دوسری خصوصیتِ مذہب اور دین ہی کی تنقید کے سلسلے میں جو پیش ہوئی ہے کہ مشاہدہ اور تجربہ کے دائرے میں جبتک کوئی چیز نہ آجائے اسوقت تک ہم اسکو مان نہیں سکتے، یا کم از کم اسکے اقرار وانکار دونوں سے چاہیئے کہ آدمی بے تعلق رہے، اسی بنیاد پر سارے غیبی حقائق جنکا مذہب میں تذکرہ کیا گیا ہے سب ہی کی حقیقت علم کے دورِ جدید میں مشتبہ ومشکوک ہوچکی ہے بلکہ عملاً سب ہی کا گویا انکار ہی کردیا گیا ہے سمجھا جاتا ہے کہ تحقیق وتلاش کا نیا معیار موجودہ حکمت وسائنس نے جو قائم کردیا ہے اس کی روشنی میں مذہب اپنے بھرم کو کھو بیٹھا ہے۔ لیکن اب اسکو کیا کہیئے کہ عرب کے ان ہی جاہلوں کی طرف قرآن نے جہاں مذکورہ بالا مطالبے منسوب کئے ہیں وہیں آگے ہم یہ بھی پاتے ہیں، انکا قول نقل کیا گیا ہے کہ

اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا (انھوں نے کہا) یا لا ہمارے سامنے اللہ اور فرشتوں کو

جسکا مطلب اسکے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ "غیبی حقائق" کو مشاہدہ اور تجربہ کی گرفت میں لانیکا مطالبہ بھی عرب کے ان ہی جاہلوں کی طرف سے پیش کیا جاچکا تھا، بلکہ آئندہ زندگی میں "جنت" کے محلات یا قصور کا ذکر کرتے ہوئے جن خصوصیتوں کی خبر دی گئی تھی، شاید ان ہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انھوں نے یہ بھی چاہا تھا جیساکہ فرمایا گیا ہے کہ

اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ (انھوں نے یہ بھی کہا کہ) یا ہو تیرے لئے محل زرنگار، یا طلائی محل

اور اس سے بھی زیادہ دلچسپ جاہلی مطالبہ یہ تھا کہ پیغمبر جو یہ کہتے ہیں کہ خدا کی وحی مجھ پر نازل ہوتی ہے اور خدا کا فرشتہ وحی لیکر مجھ پر اترتا ہے، اسی وحی کو بنام قرآن میں پیش کررہا ہوں ظاہر ہے کہ قرآن کو تو وہ سن رہے تھے، لیکن نزولِ قرآن کی ساری منزلیں کہ خدا فرشتہ کے سپرد کرتا ہے اور فرشتہ اسی کو لے کر پیغمبر کے سامنے آتا ہے، اور خدا کے سکھائے ہوئے الفاظ پیغمبر کو فرشتہ پڑھاتا اور یاد کراتا ہے، یہ ساری منزلیں صرف "الغیب" ہی سے تعلق رکھتی تھیں، عرب کے ان ہی جاہلوں نے اسی بنیاد پر کہ مشاہدہ اور تجربہ میں بات جب تک نہ آجائے ہم اسکو مان نہیں سکتے، اپنا مطالبہ ان الفاظ میں پیش کیا تھا کہ

اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ

یا اے پیغمبر تم چڑھ جاؤ آسمان پر، اور ہم نہ مانیں گے صرف تمھاری چڑھائی کو تا اینکہ تم اتار دو ہم پر کتاب جسے ہم پڑھیں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاید ان کا خیال تھا کہ ڈھٹ بندی یا سحر اور جادو وغیرہ کے زور سے یہ تو دکھایا جا سکتا ہے کہ آسمان پر آدمی چڑھ رہا ہے اسی لئے انھوں نے کہا تھا کہ آسمان کی طرف صرف چڑھائی کافی نہیں ہے۔ بلکہ قرآن تم پر جسطرح نازل ہوتا ہے نزول کی اس کیفیت کا اور جن جن منزلوں سے اس سلسلہ میں گذرنا پڑتا ہے، سب ہی کا تجربہ جب تک نہ کراؤ گے، تاآنکہ جیسے تم نزول کے بعد قرآن پڑھنے لگتے ہو، ہم بھی پڑھنے لگیں، اسوقت تک ہم ان "غیبی باتوں" پر ایمان نہیں لا سکتے،

خلاصہ یہ ہے کہ مطالبہ ان کا بھی جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، وہی تھا کہ مشاہدہ اور تجربہ کے بغیر کسی چیز کے ہونے نہ ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کر سکتے۔ خدا کا، فرشتہ کا، فرشتہ خدا سے وحی کو کس طرح حاصل کرتا ہے اور حاصل کر کے پیغمبر کے سینے میں اسکا القار کسطرح کرتا ہے۔ وہ اس سارے سلسلہ کی ایک ایک کڑی ایک ایک جزر کو مشاہدہ اور تجربہ کے حدود میں لا کر دکھانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ جنت پوری نہ سہی جس قسم کے قصور اور محلات کا ذکر اسکے متعلق کیا جاتا ہے، کم از کم اسی کا کوئی نمونہ ہی دکھا دیا جائے، کچھ بھی ہو، مذہب کے متعلق ان دونوں نظریوں کو قرار دینے والے خواہ جس زمانہ کی بھی پیداوار قرار دے رہے ہوں لیکن اسکا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قرآن میں ان دونوں نظریوں کا ذکر موجود ہے، اور ٹھیک اسی مقام اور اسی سورۃ میں ان کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے، جسمیں مذہب ہی کے متعلق اشراک و اشراق والے عام مغالطوں کی تنقید کی گئی ہے، اور بتایا گیا ہے کہ جو حال ان قدیم اور پرانے مغالطوں کا ہے اور مذہب کی "صحیح روح" کے عدم یافت سے اس قسم کے وسوسے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں، یہی کیفیت ان دونوں مغالطوں کی بھی ہے، پھر اصل حقیقت کو واضح کرتے ہوئے پیغمبر کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ

قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ إِلَّا	کہہ دے کہ میرا پروردگار پاک ہے نہیں ہوں میں
بَشَرًا رَّسُوْلًا	مگر ایک "بشر رسول"

"بشر رسول" ان ہی دو لفظوں میں اگر غور کیا جائے تو ان دونوں قدیم مغالطوں کا جواب چھپا ہوا ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جنھیں پیش کرنیوالے جدید نقاطِ نظر کے نام سے پیش کر رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ "بشر" یعنی آدمی کی فطرت، کائنات کی دوسری ہستیوں کی طرح قدرتی قوانین کی پابند ہے، منجملہ ان قوانین کے آدمی کی فطرت کا عام قانون ہے کہ صنعتی مہارتیں، یا اختراعی وایجادی سلیقہ اس میں سیکھنے سکھانے ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ جس نے بورنگ یا چاہ کندیگی یا چشمہ برآری کا فن نہیں سیکھا ہے اچانک اس سے اسکی توقع کہ وہ ان کاموں کو کرکے دکھا دے، اور جہاں پانی نہیں ہے، وہاں پانی پہنچا دے، جب تک باضابطہ اس فن کی انجینیری کی تعلیم نہ حاصل کی جائے۔ اور پانی کے بہاؤ کا نشیب وفراز، زمین کے ڈھلاؤ سے جو تعلق ہے، اسکے گُر نہ بتائے جائیں، اسی طرح باغبانی یا کاشت کاری زراعت کے اصول کی علماً وعملاً مشق حاصل کئے بغیر اچانک باغ لگا کر دکھانا، یا ہرے بھرے تاکستانوں کا نظارہ پیش کرنا، اور ان کے سینچنے کے لئے ہر درخت اور انگور کی ہر بیل تک پانی پہنچانا، اسکا اندازہ کہ کس زمانہ میں پانی دینا مفید ہوگا، اور کب مضر ہوگا، پانی کی مقدار کی نوعیت مختلف درختوں کے لئے کیا ہونی چاہئے، الغرض یہ اور اسی قسم کے سارے قاعدے اور قوانین جنکی ضرورت ان راہوں میں پیش آتی ہے بشری فطرت کا یہ دستور نہیں ہے کہ مشق وممارست کے بغیر بے سیکھے اور جانے ان کو کر دکھائے، اور جب زمین سے تعلق رکھنے والے امور کے ساتھ بشری فطرت کا یہ عام قانون ہے، تو آسمانی مطالبہ جو ان کا تھا، ظاہر ہے کہ وہ تو ان سے بھی زیادہ دور دراز کا رتھا، ان کو سمجھا دیا گیا کہ پیغمبر بشر ہیں، فرشتے، یا ملک یا دیوتا نہیں ہیں،

بہرحال غرض یہی ہے کہ کائناتی حقائق مثلاً آگ کس لئے ہے، ہوا سے کون کون سی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں، برق سے بھاپ سے، پٹرولیم سے کس قسم کے کام لئے جا سکتے ہیں، یا روٹی کیسے پکتی ہے، جوتوں کے سینے کا صحیح طریقہ کیا ہے، کپڑے کسطرح بنے جاتے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ کائنات کس لئے ہے؟ اس سوال کا جواب تو خود انسان سے، اسکی عقل ہے، اسکا دماغ ہے، سوالات پیدا ہو رہے ہیں، اور آدمی کی عقل ان کا جواب دیتی چلی جا رہی ہے، مگر وہی جو "ہر کس لئے" کے سوال کا مجسم زندہ جواب بنا ہوا ہے جب پوچھا جاتا ہے کہ وہ خود کس کے لئے ہے؟ یعنی خود آدمی کے وجود سے کس نصب العین کی تکمیل ہوتی ہے، ظاہر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ عقل و حواس کے سامنے جو کچھ ہے اس کو پیش نظر رکھکر نہ اسکا کوئی جواب ہی دیا جاسکتا ہے اور نہ اس جواب کے بغیر انسانی وجود بلکہ کائنات کی پیدائش کی معقول یا غیر معقول توجیہ ہی سمجھ میں آتی ہے، جس کے لئے سب کچھ ہے جب وہی بے قیمت، بے معنی، لاحاصل، بے نتیجہ وجود بنکر رہ جاتا ہے، تو جو کچھ اس لئے ہے، اس کی بھی قدر و قیمت کیا باقی رہی؟[1]

نبوات و رسالات کا نظام جسکی تعبیر ہم مذہب اور دین وغیرہ کے الفاظ سے کرتے ہیں سچ پوچھئے تو اسی صُمٌّ بُکْمٌ (بہرے گونگے) سوال کا جواب ہے۔ مذہب ہی نے اس سوال کے جواب کو پیش کرکے عالم کے اس نظام کو ایک بامعنی اور بامقصد نظام بنا دیا۔ اور انسان جو مخلوقات کے سلسلے میں کسی کے کام کا نظر نہیں آرہا تھا اسکے متعلق یہ اعلان کرکے کہ پیدا کرنیوالے نے آدمی کو صرف اپنے لئے، اپنی عبادت کیلئے اپنی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لئے پیدا کیا ہے، مذہب نے انسانی وجود کے اتنا بالا و بلند کر دیا کہ بنی آدم کے کسی ایک فرد کو بچا لینے کیلئے، سارے حیوانات، سارے نباتات الغرض ساری کائنات ہی کے ختم کرنے کی ضرورت پیش آجائے، سمجھا جاتا ہے کہ انسانی وجود کے احترام کا یہ قدرتی اقتضا اور اسکا یہ ناقابل انکار واجبی حق ہے،

الغرض زمین کھودکر پانی کیسے نکالا جائے نہریں کس طرح جاری کی جائیں، باغوں کے لگانے، کھیتوں کے آباد کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ اسی نوعیت کی دوسری چیزوں سے کام لینے کا ڈھنگ تو آدمی کی عقل بتاتی ہے لیکن خود آدمی کا کام کیا ہے، مذہب صرف اسی سوال کا شارح اور اسی کا وہ قدرتی جواب ہے،

"نہیں ہوں میں، مگر ایک "بشر" رسول "یعنی" خالق کا پیغام پہونچانے والا آدمی ہوں"

جو هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا کا ترجمہ حاصل ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ قدرت نے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ کائنات سے آدم کی اولاد اگر نکال لی جائے تو ذرہ سے لے کر آفتاب تک ہر چیز اپنے حال پر باقی رہ جاتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ مخلوقات میں ایسا کوئی نہیں ہے جس کی کسی ضرورت میں کام آکر آدمی اپنے وجود کی قیمت اور اپنی آفرینش کا مقصد بتاتے حالانکہ برعکس اس کے بلاواسطہ یا بالواسطہ حالاً یا مآلاً کائنات کی ہر چیز انسانی ضرورتوں میں کام آکر اپنی قیمت کو حاصل کر رہی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آنکھوں کو دیکھنے کے لئے، کانوں کو سننے کے لئے جیسے بنایا ہے اور یہ غیر فطری مطالبہ ہوگا کہ آنکھوں سے سننے کا اور کانوں سے دیکھنے کا مطالبہ کیا جائے، اسی طرح "جو آدمی رسول یعنی مذہب کا پیغام لے کر بھیجا گیا ہے اس کے آگے ایسے مطالبات رکھنا جو نہ تو بشری فطرت کے عام اقتضاؤں کے مطابق ہیں، اور نہ اس کے عہدۂ رسالت ہی سے ان مطالبوں کا تعلق ہے مطالبہ کرنے والوں کی بدتمیزیوں کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

اور یہی "بشر رسول" بلکہ "رسول کے ایک ہی لفظ میں مذہب کی اس تنقید کا جواب بھی پوشیدہ ہے کہ تجربہ اور مشاہدہ کے حدود میں جب تک مذہب کے پیش کردہ مسائل اور حقائق نہ آجائیں گے اس وقت تک وہ واجب التسلیم نہیں ہو سکتے۔

آخر خود غور کیجئے، کہ کائنات کا ایک حصہ تو وہ ہے جسے ہمارے حواس یعنی ہماری بینائیاں یا دوسرے ادراکی و حسی ذرائع پا رہے ہیں لیکن اسی کے ساتھ ہماری فطرت ہی کا احساس یہ بھی ہے کہ جو کچھ ہمارے حواس کے سامنے ہے، اس کے سوا بھی ہستی کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جسے نہ ہم پا رہے ہیں اور نہ ہمارے حواس، اسی حصہ کو "عالم الغیب" کہتے ہیں اور تو اور ہماری موجودہ زندگی کی ابتدا اور انتہا تک ہمارے سامنے نہیں ہے، ہم میں نہ کوئی جانتا ہے اور نہ عقل و حواس کی مدد سے جان سکتا ہے کہ ہم کہاں سے آئے ہیں یا ہم کہاں جا رہے ہیں گویا موجودہ زندگی ایک ایسی کتاب کی شکل میں ہمارے سامنے کھولی گئی ہے کہ اس کتاب کے ابتدائی اوراق بھی پھاڑ دیئے گئے ہیں اور آخری اوراق بھی، ظاہر ہے کہ جس کی ابتدا بھی سامنے نہ ہو، اور انتہا بھی غائب ہو ہم اس کا صحیح مطلب کیا متعین کر سکتے ہیں اور اس اندھیرے میں جو قدم بھی اٹھائیں گے، نہیں کہا جا سکتا کہ وہ صحیح قدم اٹھ رہا ہے یا غلط۔

"الرسول" درحقیقت ہماری عقل اور ہمارے حواس کے ان ہی آخری حدود پر پہنچ کر ہمارا ہاتھ پکڑتے ہیں، اور "الغیب" کی جن باتوں کے جانے بغیر ہم اپنی موجودہ زندگی کی رفتار کا صحیح رخ متعین نہیں کر سکتے، ان ہی باتوں سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں۔ جس کے بعد ہمارا حال، ہمارے ماضی اور مستقبل دونوں ہی کے ساتھ مربوط ہو جاتا ہے۔ جہل کی تاریکیوں سے نکل کر ہم اچانک "روشنی" میں آجاتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہی وجہ ہے کہ کسی دین و مذہب یا اسکے پیش کرنیوالے رسولوں اور نبیوں کی طرف سے اسکا مطالبہ کبھی نہیں پیش ہوا کہ جن چیزوں کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، ہاتھوں سے چھو رہے ہیں، کانوں سے سن رہے ہیں، یا جنھیں ہم چکھ رہے ہیں، سونگھ رہے ہیں، ان کو مانا جائے اور ان پر ایمان لایا جائے، یا آفتاب چمک رہا ہے، چاند دمک رہا ہے، ستارے جھلک رہے ہیں، پانی چھلک رہا ہے، یہ یا اسی قسم کے مشاہدات کا اقرار کروایا ہو کہ کسی دین یا مذہب میں بنی آدم کے آگے اس نوعیت کے مطالبات تاریخ کے کسی زمانہ میں کبھی نہیں رکھے گئے ۔

پھر جو کہتے ہیں کہ مشاہدہ اور تجربہ کی گرفت میں آنیوالی باتوں ہی کو پیغمبر اگر منوائیں گے تب تو ہم انکو مان سکتے ہیں لیکن ہماری جانی ہوئی باتوں کے سوا وہ کچھ اور بتانا چاہتے ہیں، اور جن باتوں سے ہم جاہل ہیں، انسے آگاہ کرنا چاہتے ہیں، تو ہم اپنے علم میں پیغمبروں کے اس اضافہ کو کسی طرح شریک نہیں کرسکتے، الغرض ہم جو کچھ جانتے ہیں اس سے زیادہ جاننے اور ماننے پر کہتے ہیں کہ ہم آمادہ نہیں ہو سکتے،

آپ ہی بتائیے کہ جاہلانہ اصرار کے سوا ان کا یہ بیجا اصرار اور بھی کچھ ہے "الرسول" کے وجود کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ عقل و حواس کی حد پرواز سے باہر کی چیزوں سے آگاہ کر کے شہادت کا غیب سے محسوس کا نامحسوس سے، جانی ہوئی باتوں کا انجانی باتوں سے رشتہ قائم کر کے آدمی کے ماضی کا مستقبل سے اور ابتدار کا انتہا سے جو تعلق ہے اسے واضح کر دیا جائے لیکن عقلی و حسی معلومات کے سوا جسکے اندر پیغمبروں کے پیش کردہ جدید معلومات و انکشافات کے ہضم کرنیکی گنجائش ہی نہ ہو، وہ جو کچھ جانتا ہے اس سے زیادہ جاننے کی صلاحیت ہی سے اپنے آپ کو محروم بناتا ہو، ان کوتاہ نصیبوں کے لئے پیغمبروں کی تعلیم میں اگر کوئی حصہ نہ ہو، تو اسکے سوا دوسری صورت ہی کیا ہے "نہیں ہوں میں لیکن ایک آدمی رسول" یہ جواب پیغمبر کو قرآن میں ان لوگوں کے مطالبہ کے مقابلہ میں جو سکھایا گیا ہے، جن کی طرف سے یہ مطالبہ پیش کیا گیا تھا کہ "غیبی حقائق" کو جبتک "محسوس معلومات" کے قالب میں نہ لے آؤ گے ہم تم پر ایمان نہیں لا سکتے غور کرنا چاہیئے اس کے سوا اور ان لوگوں کو کیا جواب دیا جاتا۔ کہ ان لوگوں نے نہ "الرسول" ہی کو سمجھا ہے، اور جس کام کیلئے رسول بھیجے جاتے ہیں، نہ اسی کا واضح تخیل ان کے پاس ہے،

دنیا کا دستور بھی یہی ہے، کہ ناواقف کو پیغام پہنچانیوالا ان خبروں، یا حوادثات و واقعات سے مطلع کرتا ہے جن سے وہ ناواقف ہوتا ہے لیکن یہ بھی کیا کسی نے سنا ہے کہ بیمار کے پاس پیامی یہ خبر لیکر آیا ہو کہ تم بیمار ہو اپنی علالت اور بیماری سے تو غریب بیمار خود ہی واقف ہے، پھر پیامی کے آنے اور مطلع کرنیکا مطلب ہی کیا ہو سکتا ہے، اسی طرح آفتاب موجود ہے، آگ روشن ہے، پانی بہتا ہے ان باتوں کا پیغام تو ہماری آنکھ ہمارے اندر پہنچا رہی ہے پھر ان ہی کے منوانے کے لئے پیغمبر یا رسول کی کیا ضرورت ہے، الحاصل مذہب سے یہ کام لینا کہ معاشی ضرورتوں سے سہولت جن چیزوں سے پیدا ہوتی ہے ان کے استعمال کے طریقوں کو مذہب بتائے اور سکھائے، یا مشاہدہ اور تجربہ کے حدود تک اپنی تعلیم کو مذہب محدود رکھے، کہنے کی حد تک مذہب کے متعلق فکر و نظر تنقید و اعتراض کے ان دونوں عنوانوں کو پیش کر کے اپنی جدت طرازیوں کی داد لینے والے کیوں نہ داد لے رہے ہوں لیکن اپنے احکام عشرہ جنمیں مذہب کی روح سمٹی ہوئی ہے، ان کو حوالہ کرتے ہوئے، قرآن نے مذہب کے متعلق قدیم مغالطوں کے ساتھ ان مغالطوں کا بھی راز واضح کر دیا ہے، جنھیں سمجھنے والے خواہ کچھ بھی سمجھتے ہوں، لیکن ہیں وہ بھی پرانی جاہلی ذہنیتوں کی پارینہ پیداوار ہی جاہلیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے خفقان کا دورہ جب آدمی کے دل و دماغ پر پڑتا ہے تو اس کے اندر اسی قسم کے وسوسے ابلنے لگتے ہیں، بلکہ ادنیٰ درجہ کے سیاسی اغراض کیلئے بھی مذہب کے استعمال کی نوعیت تقریباً وہی ہے جو حال ان لوگوں کا ہے جو مذہب کی کتاب اور مذہب کے رسول سے ہوائی جہاز، ریل، تار، انجن وغیرہ سیکھنا چاہتے ہیں، یہ سچ ہے کہ نام نہاد روحانیت کو مذہب کا معیاری قالب مشہور کرکے "دنیا گریز رجحانات" سے عوام کو جو مانوس بنا رہے تھے، ان کے مقابلہ میں قرآن نے بار بار یہ اعلان ضرور کیا ہے کہ مخلوقات کا یہ سارا سلسلہ جو تمہارے سامنے ہے اسلئے نہیں ہے کہ ان سے بھاگا جائے بلکہ تمہارے ہی لئے تمکو نفع پہنچانے کے لئے قدرت نے ان کو پیدا کیا ہے لیکن ایک غلط خیال کی تصحیح کیلئے قرآن کے اس اجمالی بیان کا یہ مطلب سمجھنا یا سمجھانا کہ دنیا کی ہر ہر چیز کے استعمال کے صحیح طریقوں کا بتانا، اور جن جن چیزوں سے جو کام لیا جا سکتا ہے اُن سے کام لینے کی تدبیریں سکھانا ہی قرآنی تعلیم کا حقیقی نصب العین ہے جیسے قرآن پر افترا کی یہ ایک بدترین گندی مثال ہے، اسی طرح بنی آدم کی سیاسی بازی گریوں کو دیکھ دیکھ کر اور عزت و نام و نمود کے حاصل کرنے کا ارزاں طریقہ اسی کو پاکر مذہب کی طرف یہ منسوب کرنا کہ تنازع للبقاء کے میدان کا ایک کھلاڑی وہ بھی ہے بالفاظ دگر کسی مفاد، یا صرف نام میں شریک کرکے بنی آدم کی کوئی ٹولی مذہب بھی بنا لیتا ہے اور اسی ٹولی کو باقی رکھنے کے لئے دنیا کی دوسری قوموں یا جتھوں کو ختم یا مغلوب کرکے رکھنا چاہتا ہے،

کم از کم جس مذہب کو قرآن نے پیش کیا ہے اس کی طرف تو اس سیاسی "گھن چکر" کو منسوب کرنا بڑی دیدہ دلیری ہے قرآن بنی آدم کے ہر ہر فرد کے لئے پیغام ہے، وہ سب ہی کا بہی خواہ ہے، کسی قوم، یا ٹولی یا جتھے کو فنا یا مغلوب کرنے کی نیت تو بڑی بات ہے، واقعہ یہ ہے کہ ہر اس شخص کو جو زمین کے اس کرے پر آدمی بن کے پیدا ہوا ہے ہر ایک کو قرآن راحت و مسرت کی ابدی زندگی میں حصہ دلانے پر اصرار کر رہا ہے جو مٹ رہے ہیں یا خود مٹ رہے ہیں یا دوسروں کے ہاتھوں مٹائے جا رہے ہیں، ان سب کو بقاء و دوام کی نعمت بخشنا چاہتا ہے۔ اور اس کی سیاسی جدوجہد بجائے تنازع للبقاء کے ابقاء (یعنی دوسروں کو باقی رکھنے) کی اسی کوشش کا دوسرا نام ہے اسی جدوجہد کو جہاد بھی کہتے ہیں، جس کی بیہودہ شرحوں، خود ساختہ شرحوں نے غلط اندیشوں کو خدا ہی جانتا ہے کہ اوہام و خرافات کی کن وادیوں میں بھٹکا رکھا ہے دوسروں کو موت کے خطرے میں مبتلا کرکے اپنی یا اپنی ٹولی، اپنے جتھے کی زندگی کی ضمانت حاصل کرنی، جنگ اور دھینگا مشتی کی ان درندگیوں کو بھلا اس پاک اور بلند نقطۂ نظر سے کیا تعلق جس میں دوسروں تک زندگی ابدی زندگی، دوامی راحت و آرام کی ابدی زندگی کے پیغام پہنچانے کی کوششوں میں حکم دیا گیا ہے کہ موت کا خطرہ بھی سامنے آجائے تو بخوشی اس خطرے کو قبول کرنا چاہیئے، یا کہیئے تو کہہ سکتے ہیں کہ دوسروں کی جلانے اور زندہ کرنے کی کوششوں میں مرنا پڑے تو مر جانا چاہیئے، اسلامی جہاد کی حقیقی روح یہی اور صرف یہی ہے، باقی اسلام کا نام لیکر دنیا کی ٹولیوں کے مقابلہ میں اپنی بھی ٹولی کھڑی کرکے دوسروں کی موت سے اپنی اور اپنی اسی ٹولی کی زندگی پیدا کرنا چاہتے ہیں ممکن ہے مسلمان نامی اپنے جتھے کیلئے رنگ رلیوں، ٹھاٹ باٹ کے ساز و سامان کے حاصل کرنے میں کچھ دنوں کے لئے کامیاب بھی ہو جائیں، لیکن اسلام کے آگے بڑھنے اور بڑھانے میں یقیناً وہ راہ کے روڑے بنے ہوئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اختراعی نصب العینوں کے پیش کرنیوالوں کا یہ ... عنہ کہ ان کے نصب العین کو قبول کر کے حکومت کی باگ ان کے ہاتھوں میں اگر دیدی جائے تو انسانی زندگی کا موجودہ ابتلائی وعبوری دور اسی وقت فردوسی زندگی کا قالب اختیار کرلیگا جو شرور اور برائیوں کے عناصر سے اس خاکی زندگی کو کلیتہً وہ پاک کر دینگے جھوٹ بولنے والوں کے منہ پر تو یہ جھوٹ گو نہ پھبتا بھی جاتا ہے لیکن تاریخ کی شہادتوں کو جھٹلا کر اس مفروضہ کو اسلام کی طرف منسوب کرنیوالوں کو شرم کیوں نہیں آتی، جب وہ بھی پھر اسی قسم کے وعدوں اور وعیدوں سے دنیا کی آنکھوں میں خاک جھونکنا چاہتے ہیں، بجائے انسانوں کے فرشتوں کو بنی آدم کے گھرانوں میں نہ پہلے چلتے پھرتے پایا گیا ہے، اور نہ آئندہ پایا جائیگا، آسمان سے اتر کر جنت نہ پہلے کبھی زمین پر آئی ہے اور نہ آئندہ آئیگی، فساد اور فتنوں سے زندگی کا امتحانی وابتلائی دور نہ پہلے کبھی خالی رہا ہے اور نہ آئندہ رہے گا، ہاں مرنے کے بعد آئندہ زندگی میں آدم کی اولاد اپنی کھوئی ہوئی جنت کو پالے، اسکے لئے جس علم اور عمل کی ضرورت ہے، اسلام اسی کا داعی وناشر، معلم ومبلغ ہے اسکے سوا منسوب کرنیوالے جن باتوں کو اسکی طرف منسوب کررہے ہیں، وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی کتاب "القرآن" والا اسلام نہیں ہے بلکہ منسوب کرنیوالوں کے دماغوں کا پیدا کردہ اسلام ہے، اور اپنے دعاوی وخیالات کے وہ خود ذمہ دار ہیں ان ہی کو جواب اس قسم کے سوالوں کا دینا چاہیئے، کہ تیرہ چودہ صدیوں میں پندرہ بیس سال کے سوا اپنے نصب العین کو عملی قالب عطا کرنے سے جو اسلام مسلسل محروم ہی رہا کیا دنیا کے کامیاب مذاہب میں وہ شمار ہو سکتا ہے؟

سلسلہ تاریخ ملت — نبی عربی صلعم

تاریخ ملت کا حصہ اول جس میں متوسط درجہ کی استعداد کے بچوں کے لئے سیرت سرور کائنات صلعم کے تمام اہم واقعات کو تحقیق، جامعیت اور اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جدید اڈیشن جس میں اخلاق سرور کائنات صلعم کے اہم باب کا اضافہ کیا گیا ہے اور آخر میں ملک کے مشہور شاعر جناب ماہر القادری کا سلام بہ درگاہ خیر الانام کلی شامل کردیا گیا ہے، کورس میں داخل ہونے کے لائق کتاب ہے۔ قیمت عہ، مجلد عہ، بقیہ حصص خلافت راشدہ ہے، خلافت بنی امیہ ہے، خلافت ہسپانیہ عہ خلافت عباسیہ اول ہے، خلافت عباسیہ دوم للعہ۔ تاریخ مصر ہے، خلافت عثمانیہ ہے

© rasailojaraid.com